قادیان کے احرار اپنے مُردوں کو ''پاک'' رکھنے کیلئے علیحدہ قبرستان بنانے کیلئے روپیہ یا زمین لے لیں

(فرمودہ ۲۶ ؍جون ۱۹۳۶ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میرے گلے کی تکلیف ابھی تک بڑھتی چلی جارہی ہے اس وجہ سے مَیں درس بھی نہیں دے سکتا اور اب تو خطبہ بیان کرنا بھی سخت مشکل نظر آتا ہے گلے میں ایک ایسی تکلیف پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے آواز بولنے کے بعد بھرّا جاتی ہے اور پھر اونچا نہیں بولا جاسکتا اور گلے کے بائیں طرف کا حصہ ایسا سُن معلوم ہوتا ہے جیسے جسم کا کوئی حصہ سویا ہؤا ہوتا ہے۔ پس ان حالات میں مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اپنی آواز دوستوں تک پہنچا سکوں گا یا نہیں اور کہ اپنے مضمون کو کماحقہٗ ادا کرسکوں گا یا اختصار سے کام لینا پڑے گا۔

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے بعض خیالات کا اظہار اس قبرستان کے متعلق کیا تھا جو قادیان کا بڑا قبرستان کہلاتا ہے اور جس میں قریباً ہر خاندان کے کچھ افراد مدفون ہیں۔ میں نے ذکر کیا تھا کہ اس قبرستان میں ہمارا ویسا ہی حق ہے جیسے دوسروں کا اور کسی کو یہ حق نہیں کہ ہماری جماعت کے مُردوں کو وہاں دفن ہونے سے روکے اور اپنے اس حق کو حاصل کرنے سے ہم کسی صورت میں باز نہیں رہ سکتے۔ اگر وہاں کسی کے دفن ہونے پر کسی کو اعتراض ہوسکتا ہے تو وہ ہمیں

ہوسکتا ہے کیونکہ اس قبرستان کی زمین ہمارے آباء کا عطیہ ہے مگر ہمارا یہ طریق نہیں کہ شرارت پر آمادہ ہوں اور اس قسم کا کوئی سوال اُٹھائیں۔ پس دوسروں کو اس قسم کا کوئی سوال حل کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اس زمین کے مالک ہم ہیں پس اگر کوئی سوال اُٹھ سکتا ہے کہ اس میں دوسرے دفن نہ ہوں تو ہماری طرف سے اُٹھ سکتا ہے مگر نہ صرف یہ کہ ہم ایسے طریق کو ناپسند کرتے ہیں بلکہ جیسا کہ میں نے گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں اعلان کیا تھا اگر یہ قبرستان ختم ہوجائے اور ہمارے مخالفوں کے پاس مُردے دفن کرنے کیلئے جگہ نہ رہے تو میں انہیں اپنے پاس سے زمین دے دوں گا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس پیشکش کے بعد بھی مقامی باشندوں کو کوئی اعتراض باقی رہے گا مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے اس صلح و آشتی کے پیغام کا نتیجہ بجائے اچھا نکلنے کے اور بھی بُرا نکلا ہے یعنی بجائے اس کے کہ وہ میری اس پیشکش پر مطمئن ہوتے اور تسلی پا جاتے یہاں بعض جلسے کئے گئے ہیں جن میں بعض مقامی باشندوں اور بعض احرار کے باہر سے بھیجے ہوئے آدمیوں کی طرف سے یہ سوال اُٹھایا گیا ہے کہ احمدی نجس ہیں اور ان کے نجس اجسام کے ساتھ ہمارے پاک جسم جمع نہیں ہوسکتے۔ گالیاں دینا آسان کام ہے اور جن کی طبیعت میں شرافت نہیں ہوتی وہ گالیاں دے لیتے ہیں پس ان گالیوں کی مَیں چنداں پرواہ نہیں کرتا۔

نجس یا ناپاک کہہ لینا انسان کے اپنے اختیار میں ہے خدا تعالیٰ نے زبان دی ہے مگر اسی زبان سے بعض لوگ خدا کو گالیاں دے لیتے ہیں۔ پس جو زبان اپنے پیدا کرنے والے کو گالیاں دے سکتی ہے وہ اگر میرے یا میرے باپ دادا کے احسانات یا جماعت کی مصالحانہ تدابیر و پیشکش کو ٹھکرا دے تو اس پر کیا شکوہ ہوسکتا ہے اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ پس ان کے اس رویہ پر مجھے حیرت نہیں ہوئی اس لئے کہ انسان جب بُغض میں مبتلاء ہوجاتا ہے تو وہ ایسی باتیں کیا ہی کرتا ہے۔ اس وقت میں اس سوال میں نہیں پڑتا کہ نجس وہ لوگ ہیں یا ہم ہیں کیونکہ عقائد کے اختلاف کی وجہ سے اس بارہ میں بھی ضرور اختلاف رہے گا۔ ایک مسلمان کے نزدیک عیسائی اور عیسائی کے نزدیک مسلمان نجس ہے۔ ایک ہندو، مسلمان اور عیسائی کو نجس خیال کرتا ہے اور مسلمان و عیسائی ہندو کو نجس سمجھتے ہیں اور یہ نجاست و پاکیزگی کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ بعض عیسائی اِس بات پر ناراض ہوتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی کیوں کہا جاتا ہے یہ ان کی ہتک ہے کیونکہ وہ خدا کے بیٹے

ہیں۔اسی طرح بعض ہندو اس بات پر ناراض ہوتے ہیں کہ حضرت کرشنؑ کو نبی کیوں کہا جاتا ہے وہ تو اوتار ہیں۔ پس اس نجاست اور طہارت کا سلسلہ کہیں ختم نہیں ہوتا اس لئے اس بحث میں پڑ کر فیصلہ کی خواہش ایک ایسا طولِ امل ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا اس لئے اس بحث میں مَیں نہیں پڑتا اور اس کے دوسرے حصہ کو لیتا ہوں کہ آیا وہ نجاست وطہارت جو دنیا میں انسان کے ساتھ لگی ہوتی ہے قبر میں بھی ساتھ جاتی ہے۔

سو یاد رکھنا چاہئے کہ بعض جذباتی چیزیں ہوتی ہیں جو جذبات کی حد پر جا کر رہ جاتی ہیں انہیں حقیقت کی انتہاء تک ہم نہیں لے جاسکتے۔ احرار کا نجاست اور طہارت کا دعویٰ ایسا ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی سیّد سفر پر روانہ ہوا تو جیسا کہ پُرانے زمانہ میں قاعدہ تھا میراثی خدمت گزاری کیلئے ساتھ تھا ایک جگہ وہ رات کو پہنچے اور سرائے میں گئے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ سب چارپائیاں رُکی ہوئی ہیں۔ ادھر سخت بارش کی وجہ سے کیچڑ بہت تھی۔ میراثی نے سخت محنت اور جستجو سے ایک چارپائی مہیا کی اور لا کر اسے سیّد صاحب کیلئے بچھا دیا۔ سیّد صاحب اس پر بیٹھ گئے اور پائنتی کی طرف میراثی بھی سُکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس پر سیّد صاحب غصہ میں آگئے اور لال پیلے ہوکر کہنے لگے کہ بے حیا! تجھے شرم نہیں آتی ہمارے برابر بیٹھتا ہے۔ میراثی غریب آدمی تھا ڈر گیا اور عرض کیا حضور غلطی ہوگئی پھر ایسا نہ ہوگا اور نیچے زمین پر کیچڑ میں بیٹھ گیا۔ دوسرے دن پھر وہ ایک سرائے میں پہنچے اور اتفاق سے وہاں بھی کوئی چارپائی فارغ نہ تھی۔ میراثی نے تلاش بہت کی مگر ایک چارپائی بھی نہ مل سکی آخر وہ گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے بعد ہاتھ میں پھاوڑہ لئے ہوئے داخل ہوا اور بغیر کچھ کہے سنے زمین کھودنے لگ گیا۔ سیّد صاحب نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا حضور! چارپائی تو ملی نہیں اس لئے میں اپنے لئے جگہ بناتا ہوں۔ سیّد صاحب نے پوچھا اس کا مطلب؟ تو میراثی نے جواب دیا کہ آپ تو زمین پر بیٹھیں گے اور میں اپنے لئے گڑھا کھودتا ہوں تا برابری نہ ہو جائے کیونکہ میں آپ کے برابر تو بیٹھ نہیں سکتا۔

یہ مثال زبردست اور زیردست کی ہے۔ دوسرے مسلمان چونکہ تعداد میں زیادہ ہیں وہ احمدیوں پر اسی طرح حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ قادیان میں ان کی اقلیت ہرگز انہیں اقلیت نہیں بناتی کیونکہ اقلیت سیاسی حلقہ کے لحاظ سے ہوتی ہے نہ کہ مختلف شہروں یا قصبوں کے لحاظ سے۔ پس

یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ احمدی نجس ہیں اور ہم پاک ہیں درحقیقت وہ اپنی تعداد اور طاقت کے بل پر ایسا کہہ رہے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ دنیا میں جو نجاست یا طہارت ہوتی ہے وہ قبرستان کے کتنے فاصلہ تک انسان کے ساتھ جاتی ہے۔ اس قبرستان کی مثال بہشتی مقبرہ کی تو ہو نہیں سکتی جس میں دفن ہونا بعض خاص اعمال کے ساتھ وابستہ ہے اور پھر اس کے بارہ میں بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کی زمین پاک نہیں کرتی بلکہ وہ شرائط پاک کرتی ہیں جو تقویٰ اور قربانی کے متعلق اس میں دفن ہونے والوں کیلئے مقرر ہیں۔ پس یہ زیرِ بحث قبرستان عام قبرستانوں کے مشابہہ ہے۔ پس عام قبرستانوں کی حالت کو مدنظر رکھ کر ان لوگوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ وہاں جاکر کونسی پاکیزگی حاصل ہوجاتی ہے۔ سب قبریں تو خدا کی زمین میں ہیں اور اس زمین میں بہرحال احمدی دفن ہوتے رہیں گے۔ اس لئے احرار کو چاہئے کہ خدا کی زمین کے سِوا کوئی اور جگہ اپنی قبروں کیلئے تلاش کریں یا فیصلہ کرلیں کہ پارسیوں یا ہندوؤں کی طرح اپنے مُردوں کا خاتمہ کیا کریں۔ کیونکہ اس زمین میں تو احمدیوں نے بھی دفن ہونا ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا زندگی میں پاکیزگی اور طہارت کا اور معیار ہے اور موت کے بعد اور؟ زندگی میں انسانی روح جسم کے اندر ہوتی ہے اس لئے ہم بدصحبت سے لوگوں کو روکتے ہیں اور بُرے لوگوں کے پاس نہیں بیٹھنے دیتے کیونکہ زندگی ایک مدرسہ ہے اور سیکھنے کا زمانہ ہے۔ دماغ سوچتا ہے اور کان دوسرے سے بُری باتیں سنتے ہیں اور انسان وہ باتیں سن کر ان کی نقل کرسکتا ہے۔ آنکھیں دیکھتی ہیں اور اس لئے بُرے لوگوں کے پاس بیٹھ کر ان کے بُرے کاموں کو دیکھ کر انسان ان کے عادی ہوسکتے ہیں کیونکہ روح کا جسم سے تعلق موجود ہوتا ہے لیکن جب روح جسم سے جُدا ہوجائے تو پھر جسم خواہ کہیں پڑا رہے اور اچھے اور بُرے لاشوں کے اکٹھے پڑا رہنے میں کوئی حرج نہیں ہوسکتا۔ خدا کا زلزلہ کوئٹہ میں آیا اور انہی مکانوں کی چھتوں کے نیچے کنچنیاں دب گئیں اور انہی کے نیچے نمازی اور نیک لوگ، مسلمان بھی وہیں پڑے رہے اور غیر مسلم بھی، خدا نے تو کوئی فرق نہ کیا بلکہ سب کو ایک ہی جگہ دفن کردیا۔ یہ نہیں کیا کہ نیک اور بزرگ لوگوں کو الگ کرلیا ہو اور کنچنیوں اور بدکاروں کو الگ۔ خدا تعالیٰ کے ماننے والے اور اس کو گالیاں دینے والے بدکار اور نیکوکار سب وہیں دفن تھے۔ اس خدائی قبرستان میں کوئی امتیاز نہ تھا ہاں اگر اس نے کوئی

امتیاز کیا تو وہ احمدیوں سے کیا کیونکہ نوّے فیصدی احمدی بچ گئے جبکہ نوّے فیصدی دوسرے لوگ مر گئے۔ پس اگر کسی امتیاز کا خدا تعالیٰ نے اظہار کیا تو احمدیوں کیلئے کیا اور انہیں دوسروں سے علیحدہ کر لیا باقی سب کو اکٹھا ہی دفن کر دیا۔ تو یہ عجیب بات ہے کہ زندگی میں تو یہ لوگ ہمارے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں حتّٰی کہ ہم پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ ہم انہیں قادیان سے نکالنا چاہتے ہیں اور شکوہ کرتے ہیں کہ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ اگر احمدی واقعہ میں ان معنوں میں نجس ہیں جن میں احراری انہیں پیش کر رہے ہیں تو ان کو چاہئے تھا کہ خود بخود ہی پاؤں کی خاک جھاڑ کر یہاں سے نکل جاتے مگر زندگی میں تو وہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں اور رہنے پر مُصِرّ ہیں جبکہ ہم ان پر اپنا اثر ڈال سکتے ہیں مگر مُردوں کا ایک جگہ دفن ہونا وہ گوارہ نہیں کر سکتے۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ احمدی مُردہ قبر میں احراری مُردے کو وفاتِ مسیح کا قائل کر لے گا یا ختمِ نبوت کا مسئلہ سمجھا دے گا؟ جہاں بقول ان کے ان کے ایمانوں میں خلل پڑ سکتا ہے اور پڑتا رہتا ہے کیونکہ ہمیشہ ان کے آدمی تبلیغ سے متأثر ہو کر احمدیت میں داخل ہوتے رہتے ہیں وہاں تو ساتھ رہنے کیلئے زور لگاتے ہیں حتّٰی کہ ساری دنیا چھوڑ کر جلسوں کیلئے بھی احرار قادیان ہی پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جس عالَم میں احمدی ان کو اپنے عقیدہ سے پھرا نہیں سکتے وہاں ان کی صحبت سے ڈرتے ہیں۔ اگر ہمارے ساتھ رہنے کو یہ لوگ اپنے لئے اتنا ہی بُرا سمجھتے تو چاہئے تھا کہ لاہور میں احرار ایک جلسہ کر کے ہمارا شکریہ ادا کرتے کہ یہ لوگ ہمارے بھائیوں کو گندی جگہ سے باہر لاتے اور ان کی روحانی زندگی کو خطرہ سے بچاتے ہیں نہ کہ خواہ مخواہ ہم پر یہ الزام لگا کر شور مچاتے کہ احمدی ہمیں قادیان سے نکالنا چاہتے ہیں۔

پھر یہ امر قابلِ غور ہے کہ یہ پاکیزگی اور نجاست کا سوال اب کیوں پیدا ہؤا۔ احمدی تو برابر پچاس سال سے اس قبرستان میں دفن ہوتے آئے ہیں اور ان کے مُردے بھی وہیں دفن ہوتے رہے ہیں پھر پچاس سال کے بعد اب کونسی نئی پاکیزگی ان کے اندر پیدا ہوگئی ہے۔ کیا وہ پاکیزگی احرار کا وجود ہی تو نہیں۔ عجیب بات ہے کہ احرار کے یہاں آنے سے قبل یہ سوال پیدا نہیں ہؤا بلکہ ان کے آنے کے بعد بھی نہیں ہؤا اور ایک لمبے عرصہ کے بعد اب پیدا ہؤا ہے جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے موجب اور ہیں، اس کی پُشت پر بعض اور لوگ ہیں جن کیلئے فتنہ کے اور سب دروازے بند ہوگئے تو انہوں نے یہ جھگڑا شروع کر دیا ورنہ پچاس سال تک یہ

خیال کیوں نہیں پیدا ہوا۔ کیا ان کو ہمارے عقائد کا اس سے قبل علم نہ تھا؟ کیا ہمارے متعلق مولویوں کے فتووں سے وہ اس سے قبل آگاہ نہ تھے؟ پھر احرار بھی یہاں قریباً دو سال سے ہیں اس عرصہ میں ان کو یہ خیال کیوں نہ آیا کہ عیدگاہ اور قبرستان کا سوال اُٹھائیں۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس فتنہ کے پس پردہ اَور انگلیاں ہیں جو حرکت کر رہی ہیں۔ یہ انسان نہیں بلکہ نَے بولتی ہے جس کے پیچھے کسی اور کے ہونٹ ہیں اس وجہ سے میں ان کو معذور سمجھتا ہوں کیونکہ یہ اپنی عقل سے کام نہیں لیتے بلکہ انہیں دوسرے لوگ بُلوا رہے ہیں مگر میں ان کو یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ان کے اعلانات کی وجہ سے اپنے حق کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوسکتی۔ اگر حکومت ہمیں جبراً روک دے گی تو اگرچہ ہم قانون کی پابندی کریں گے اور اس کے حکم کو نہیں توڑیں گے مگر قانونی طور پر اپنے حق کو حاصل کرنے کیلئے پوری کوشش کریں گے اور ہر جائز ذریعہ ان لوگوں کو تباہ کرنے کا استعمال کریں گے جو ہمارے جائز حقوق کے راستہ میں کھڑے ہوں گے۔ اگرچہ ہم قانون کی پابندی کریں گے مگر ایذاء کو دور کرنے کیلئے شریعت اور قانون نے ہمیں جن ذرائع کے استعمال کرنے کی اجازت دی ہے انہیں ضرور استعمال کریں گے اور دنیا دیکھ لے گی کہ ہمارا حق حاصل ہو کر رہے گا اور دشمن کو نامرادی اور ذلّت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر میری طبیعت کا رحم اور اسلامی شفقت مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں ان کے سامنے ایک آسان تجویز پیش کروں۔ اس قبرستان میں تو ان کا اور ہمارا دونوں کا حق ہے اور دونوں میں سے کسی کا حق بھی باطل نہیں ہوسکتا۔ احرار دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے اٹھارہ گھماؤں زمین قادیان میں خریدی ہوئی ہے اگرچہ وہ ہمیں نظر تو نہیں آتی کہ کہاں ہے اور نہ سرکاری کاغذات میں سے اس کا پتہ چلتا ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ خریدی ہوئی ہے۔ اب جن مقامی غیر احمدیوں کا خیال ہے کہ وہ پاک ہیں اور احمدی نجس ہیں وہ اپنے اور اپنے خاندانوں کے تمام افراد کے نام الگ لکھ لیں کیونکہ بعض ایسے غیر احمدی بھی ہیں جو یہ سوال نہیں اُٹھاتے وہ ہمارے ساتھ ہی دفن ہوتے رہے ہیں، ہوتے ہیں اور آئندہ ہونے کیلئے تیار ہیں، ایک قلیل تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو احرار کا آلۂ کار بنے ہوئے ہیں اور انہی کی طرف سے یہ سوال اُٹھایا جا رہا ہے ایسے لوگ اپنے اور اپنے خاندانوں کے جملہ افراد کے نام لکھ کر حکومت کے حوالہ کر دیں اور لکھ دیں کہ وہ قبرستان میں ہمارے ساتھ دفن نہیں ہوسکتے۔ احرار اپنی خرید کردہ زمین میں سے ایک

گھماؤں زمین قبرستان کیلئے ان کو دے دیں اس زمین کی قیمت میں ادا کردوں گا۔ کیا وہ ناپاکی کا سوال پیدا کرنے والے اتنا اخلاص بھی ان لوگوں سے نہیں رکھتے کہ ان کے مُردوں کو ناپاک اور جہنّمی بننے سے بچانے کیلئے قیمت لے کر ایک گھماؤں زمین دے دیں۔ احرار کی خریدی ہوئی اور سکھوں سے لی ہوئی زمین سے زیادہ مقدس زمین بھلا اور کون سی ہوسکتی ہے۔ ایسی پاک زمین میں جا کر ان کے پاک مُردے اور بھی پاک ہوجائیں گے اور پھر اس کی قیمت بھی میرے جیسے دشمن کی جیب سے نکلے گی۔ اس سے زیادہ مفید صورت ان کیلئے اور کوئی نہیں ہوسکتی وہ اسے مان لیں خواہ مخواہ ہماری ضد میں آکر اپنے مُردے پلید کرنے سے کیا فائدہ۔ اگر واقعی ایمانداری سے ان کا دعویٰ ہے کہ وہ قبرستان ناپاک ہوگیا ہے تو کون عقلمند وہاں اپنے مُردے پلید کرنے کیلئے تیار ہوسکتا ہے محض اس لئے کہ اس زمین پر اپنا قبضہ درست ثابت کرسکے ایسی ناپاک زمین میں مُردے کو دفن کرنے سے تو بہتر ہے کہ اُسے جانور کھا جائیں کیونکہ مُردے کے ناپاک ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ جہنمی ہے اور ہر عقلمند مُردے کو جہنمی بنانے کی نسبت یہ زیادہ پسند کرے گا کہ اسے جانور کھا جائیں۔ پس اگر ان کا دیانتداری سے یہ خیال ہے کہ ان کے مُردے ناپاک ہوجاتے ہیں تو انہیں میری اس تجویز پر عمل کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ ایک گھماؤں زمین احرار ان کے حوالہ کردیں اور اس کی قیمت مَیں ادا کردوں گا۔ میرے نزدیک یہاں ساٹھ ستّر خاندان احراری ہوں گے ممکن ہے کچھ زیادہ ہوں وہ اس اقرار پر دستخط کردیں کہ آئندہ کیلئے وہ اس قبرستان سے دست بردار ہوتے ہیں اور اس قبرستان میں بحصہ رسدی ان کے حصہ میں جتنی زمین آتی ہے وہ اگر ایک گھماؤں سے زیادہ ہوگی خواہ دس بیس گھماؤں ہو تو اتنی اور اگر ایک گھماؤں سے کم حصہ ان کا نکلتا ہوگا تو کم سے کم ایک گھماؤں زمین میری طرف سے ان لوگوں کو اغراضِ قبرستان کیلئے دے دی جائے گی۔ اس حصہ کی تعیین کرلی جائے اور اس کے مطابق زمین جو ایک گھماؤں سے کسی صورت میں کم نہ ہوگی میں دینے کیلئے تیار ہوں۔ جس کی صورت یہ ہوگی کہ جس قدر زمین کا فیصلہ ہو اُس قدر زمین اپنی گزشتہ خرید کردہ زمین میں سے ان لوگوں کو دے دیں اور اس کی قیمت مجھ سے لے لیں۔ اس زمین میں قادیان کے احرار اور ان کے ساتھی اپنا قبرستان بنالیں اور اس کے بعد پھر ان کو قادیان کے اس قبرستان میں یا کسی دوسرے مشترک قبرستان میں جہاں احمدی دفن

ہوتے رہے ہیں دفن ہونے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ یہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ان کے حصہ میں ایک گھماؤں سے کم زمین آئے گی تو حُسنِ سلوک کا نمونہ پیش کرنے کیلئے مَیں ایک گھماؤں زمین کی قیمت احرار کو دے دوں گا تا کہ کم سے کم ایک گھماؤں کا قبرستان ہو اور ان لوگوں کو لمبے عرصہ تک پھر قبرستان کی فکر نہ کرنی پڑے اور اگر اُن کا حصہ زیادہ ہے تو اتنی زمین کی جو ان کے حصہ میں آتی ہو قیمت ادا کر دوں گا۔ لیکن اگر ان کے دوست اور ان کو اُکسانے والے جن کے پاس مسلمانوں کے چندے سے ہی خریدی ہوئی زمین موجود ہے مجھ سے قیمت لے کر بھی ان کو زمین دینے کیلئے تیار نہ ہوں تو وہ مجھے لکھ دیں کہ احرار قیمتاً بھی ہمیں زمین نہیں دیتے پھر میں ان کو خود زمین دے دوں گا۔ یہ بہترین تجویز میں نے ان کو مُردے پاک کرنے کی بتائی ہے اور اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو دنیا سمجھ لے گی کہ پاکی اور ناپاکی کا سوال محض ایک ڈھونگ ہے جو دنیا کو دھوکا دینے کیلئے رچایا گیا ہے ورنہ حقیقتاً ہمارے ساتھ دفن ہونے کو وہ اپنے لئے پاکیزگی کا موجب سمجھتے ہیں جبھی تو دور جانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ شاید احمدیوں کے طفیل ہمارے مُردے بھی امن پا جائیں ورنہ ایسی سہل تجویز پر ضرور عمل کرتے۔ میں پھر خلاصۃً اپنی تجویز دُہرا دیتا ہوں۔

میری تجویز یہ ہے کہ ایسے احراری خاندان احرار کی خرید کردہ زمین میں سے جتنی زمین ان کے حصہ میں اس قبرستان سے آتی ہے لے لیں اور قیمت میں دوں گا، ہاں جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اگر ان کے حصہ میں دو چار کنال ہی آتی ہوگی تو میں ایک گھماؤں ضرور لے دوں گا۔ اور اگر گھماؤں سے زیادہ ہوگی تو اتنی ہی لے کر دوں گا جتنی ان کے حصہ میں آتی ہوگی لیکن ایسے لوگوں کو اپنے اور اپنے خاندانوں کی ایک فہرست گورنمنٹ میں دینی ہوگی کہ آئندہ ہمارا دوسرے قبرستانوں سے کوئی تعلق نہ ہوگا، باقی جو غیر احمدی رہ جائیں گے ان کو پھر کبھی ایسا سوال اُٹھانے کا حق نہیں ہوگا کہ احمدی یہاں دفن نہیں ہو سکتے اور جو اس فہرست میں شامل ہوں گے انہیں یہ حق نہ ہوگا کہ اپنے مُردے اس قبرستان یا کسی دوسرے قبرستان میں جہاں احمدی اپنے مُردے دفن کرتے ہیں لے جائیں۔ یہ دو تجویزیں میں قادیان کے غیر احمدی باشندوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور اپنی ذات کی طرف سے کرتا ہوں۔ یعنی اس کا بوجھ جماعت احمدیہ پر نہیں بلکہ میری ذات پر ہوگا۔ اب قادیان کے احرار کو چاہئے کہ وہ مرکزِ احرار کو لکھیں کہ ہمیں پہلے علم نہ تھا اب آپ نے بتایا ہے

کہ ہمارے مُردے احمدی مُردوں کے ساتھ دفن ہونے سے ناپاک ہوجاتے ہیں، آپ نے یہاں اٹھارہ گھماؤں زمین خریدی ہوئی ہے قادیان کے مرزا صاحب روپیہ دیتے ہیں جو آپ لے کرایک گھماؤں زمین ہمارے قبرستان کیلئے الگ کردیں۔ اگر مرکزِ احرار اس پر تیار ہو تو وہ سرکاری طور پر زمین رجسٹری کرا کر روپیہ مجھ سے لے لیں۔ اگر ایک گھماؤں سے زیادہ حق ثابت ہو تو اتنی زمین کی قیمت مجھ سے لے لیں۔ یہ قبرستان ان کیلئے بہت زیادہ پاکیزگی کا موجب ہوگا کیونکہ احرار کے روپیہ اور مقدس لوگوں سے خریدی ہوئی زمین میں ہوگا اور اگر ان لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ احراری منہ سے ان کو پاکی اور ناپاکی تو بتاتے ہیں مگر اس کے حاصل کرنے میں ان کی کوئی مدد نہیں کرتے اور انہیں پتہ لگ جائے کہ وہ چندوں کا روپیہ اپنی جیبوں میں ڈالنا اور اپنے کام میں لانا چاہتے ہیں مسلمانوں کو فائدہ نہیں پہنچانا چاہتے تو وہ مجھے لکھ دیں کہ احرار ہماری مدد کیلئے تیار نہیں اور قیمتاً بھی ہمیں جگہ نہیں دیتے۔ اس کے بعد میں ایک گھماؤں یا اس سے زیادہ جتنی ان کے حصہ میں آتی ہو اپنی زمین میں سے یا خرید کر پہلے قبرستان سے الگ مگر اسی طرف ان کو دے دوں گا۔ پھر وہ خاندان اس قبرستان میں دفن ہوسکیں گے کسی اور قبرستان میں دفن کرنے کا ان کو حق نہ ہوگا۔

ہاں ایک شرط ضروری ہے۔ مجھے معلوم ہؤا ہے کہ احرار نے قیمت زمینداروں کو دی کم ہے مگر لکھوائی زیادہ ہے اس لئے انہیں حلفیہ بیان دینا ہوگا کہ ہم نے اتنی ہی قیمت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کے بعد وہ جتنی قیمت بتائیں گے میں دے دوں گا۔ اگر تھوڑی دی ہوگی تو اتنی ہی مجھ سے لے لیں۔ میں نہیں سمجھتا دنیا کوئی انسان اس سے زیادہ حُسنِ سلوک کسی سے کرسکتا ہے۔ حکومت مائی باپ کہلاتی ہے مگر وہ بھی ایسا سلوک نہیں کرتی بلکہ ہمیں آنکھیں دکھاتی ہے اور کہتی ہے کہ تمہارے پاس کئی قبرستان ہیں تم اس قبرستان میں اپنا حق چھوڑ دو اور یہ قبرستان ان غریبوں کیلئے رہنے دو۔ کوئی پوچھے کہ صاحبِ حیثیت وہ ہے یا میں ہوں؟ وہ سارے ہندستان کی مالک ہے، افریقہ اور دوسرے برّ اعظموں میں بھی اس کی ملکیت ہے، ایک چھوٹے سے بنجر علاقہ سے نکل کر وہ ساری دنیا میں پھیل گئی ہے، اگر ان لوگوں کا درد اِسے اس قدر ستا رہا ہے تو کیوں اپنے پاس سے ان کو زمین نہیں دے دیتی۔ پھر احراری آٹھ کروڑ مسلمانوں کے نمائندے ہیں اور ان کے بھائی ہیں وہ کیوں مدد نہیں کرتے لیکن میں تو پھر بھی تیار ہوں اگر ان کے مائی باپ یعنی

حکومت پنجاب کے وہ افسر جو احرار کی ہمدردی میں گھلے جارہے ہیں اور ہمارا اپنے حقوق لینا انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا ان کی مدد نہ کریں، ان کے بھائی یعنی احرار ان کی طرف توجہ نہ کریں، تو وہ میرے پاس آئیں میں پھر بھی ان کی مدد کروں گا۔ میں دولتمند نہیں ہوں بے شک قادیان کے مالکوں میں سے ہوں اور اس کے علاوہ بھی تین گاؤں کا ہمارا خاندان مالک ہے مگر آمد کے لحاظ سے ہم دولت مند نہیں ہیں تاہم جب مائی باپ مدد سے ہاتھ اُٹھالیں اور جب برادر پیٹھ دکھا جائیں اُس وقت میں جو ان کے خیال میں ان کا دشمن ہوں ان کی مدد کروں گا اور ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ حُسنِ سلوک اور کیا ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ پھر بھی شرم وحیا سے کام نہ لیں تو میں سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا علاج کرے انسان کے پاس ان کا کوئی علاج نہیں۔

یہ دو تجویزیں پیش کر کے میں انتظار کروں گا کہ وہ کس تجویز پر عمل کرتے ہیں لیکن میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں ہنسی اور تمسخر کی کوئی تجویز سننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ مثلاً کوئی ایک شخص مجھے لکھ دے کہ میرے لئے علیحدہ قبرستان کا انتظام کرادو تو میں یہ ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ یہ اسی صورت میں مَیں مانوں گا کہ سب کے سب احراری باشندے یہ لکھ دیں اور پھر ان میں سے آئندہ کسی نئے یا پُرانے شخص کو اختیار نہیں ہوگا کہ اس جتھہ میں شامل ہو۔ یا کوئی اعتراض دوسرے قبرستانوں کے متعلق کرے اور کوئی احراری اس جتھے سے باہر نہ رہ سکے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ احراری قادیان کے کتنے لوگوں کے نمائندہ ہیں۔ یا کیا وہ واقعہ میں ہمارے ساتھ ایک قبرستان میں دفن ہونے کو اپنے لئے موجبِ ناپاکی خیال کرتے ہیں۔ اگر کوئی غیر احمدی ان کے ساتھ شامل نہ ہونا چاہے تو بے شک نہ ہو مگر یہ حق کسی کو نہیں ہوگا کہ بعد میں پھر بدل جائے۔ جو اَب علیحدہ ہوجائیں گے وہ علیحدہ رہیں گے اور جو ہمارے ساتھ ہوں گے وہ ہمارے ساتھ شامل رہیں گے اور باقاعدہ قانونی تدابیر کے بعد میری ان تجاویز پر عمل ہوگا۔ ان دونوں میں سے جو تجویز وہ بہتر سمجھیں مان لیں، احرار سے زمین لے لیں جس کی قیمت میں دے دوں گا، یا مجھے لکھ دیں کہ وہ نہیں دیتے تو میں خود خرید کر یا اپنی پُرانی زمینوں میں سے ان کو دے دوں گا۔

اس کے بعد میں خطبہ کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ میں نے انتہائی صورت ان کو خوش کرنے کی پیش کر دی ہے اور اپنی طرف سے انتہائی تذلّل کا اظہار کر دیا ہے۔ اس کے باوجود اگر

وہ نہ سمجھیں تو یاد رکھیں کہ میرا یہ تذلل اور صلح پسندی اس لئے نہیں کہ میں کسی سے ڈرتا ہوں۔ میں نہ اُن سے ڈرتا ہوں نہ اُن کے مددگار حکام سے۔ میں صرف خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اُسی کی خوشنودی اور اسلام کی طرف سے نیک نمونہ پیش کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کررہا ہوں۔ اب اس کے باوجود جو شخص صلح کیلئے تیار نہیں وہ یاد رکھے کہ ہم لڑائی کیلئے بھی تیار ہیں اور باوجود اس کے کہ ہم ان کی طرح جھوٹ اور قانون شکنی سے کام نہ لیں گے پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے دشمن ہمیں ہر میدان میں کامیاب پائیں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ

(الفضل یکم جولائی ۱۹۳۶ء)